بیادگار: مفسر قرآن حضرت مولانا ریاض احمد صاحب نور اللہ مرقدہ سابق شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند

طلبہ ضلع چمپارن دارالعلوم وقف دیوبند کا

علمی، ادبی، تہذیبی و ثقافتی ترجمان

الریاض

زیر سرپرستی
حضرت مولانا انیس الرحمن صاحب قاسمی
استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

زیر نگرانی
حضرت مولانا مفتی محمد سجاد حسین صاحب قاسمی
استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

مدیر اعلیٰ
عبدالرحمن

معاونین
جاوید اختر، محمد مسیح اللہ، عبدالرشید

نائب مدیر
محمد واسع

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی اردو نثر نگاری

عبدالرحمن قاسمی

(اداریہ)

مولانا محمد اسلام قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سابق استاذ حدیث وادب دارالعلوم وقف دیو بند (۱۹۵۴ء۔ ۲۰۲۳ء) ایک جید عالم دین، مقبول محدث، بہترین ادیب، لاجواب خطیب، شاندار خوش خط اور دلکش و دلرُبا اردو نثر نگار تھے، آپ کا قلم و قرطاس سے تعلق ورشتہ قدیم تھا، زمانۂ طالبِ علمی سے ہی کچھ نہ کچھ لکھنے کا معمول رہا، اور دن گزرنے کے ساتھ اِس میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور پختگی آتی گئی، کہنے کو آپ دورۂ حدیث شریف کے استاذ اور عربی ادیب تھے، لیکن اللہ تعالی نے آپؒ کو دیگر ایسی خوبیوں، صلاحیتوں اور اوصاف وکمالات سے نوازا تھا، کہ جس سے آپؒ کی شخصیت ہمہ گیر معلوم ہوتی ہے اور آپؒ کے خدوخال کے نمایاں پہلو نظر آتے ہیں۔

اردو زبان سے رشتہ

نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہہ دو
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے (داغ دہلوی)

’اردو زبان‘ کئی زبانوں کے مجموعے اور مرکب کا نام ہے، اس میں فارسی کی آمیزش، عربی کی جھلک، ہندی کی ملاوٹ، پنجابی اور دیگر زبانوں کا رنگ، انگریزی زبان کا اثر خوب نظر آتا ہے، اس لیے یہ زبان ’بظاہر‘ آسان زبان اور حقیقت میں مشکل ہے، کیوں کہ اس زبان پر اچھی طرح دسترس حاصل کرنے کے لیے تقریباً ان تمام زبانوں کے کچھ حروف والفاظ تو یاد کرنے پڑتے ہیں، یا ان کے معانی سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔ اردو ہندوستان کی دوسری مادری زبان ہے، بچوں کی پیدائش کے بعد اُنہیں سب سے پہلے علاقائی زبان سے شناسائی ہوتی ہے، لیکن جب وہ بے شعوری کے زمانے میں ہی کسی اسکول یا مدرسے میں جاتے ہیں تو اردو زبان سے سابقہ پڑجاتا ہے، پھر اُنہیں اردو سکھایا جاتا ہے، وہ پیدائشی طور پر اپنی علاقائی زبان بولتے ہی ہیں، گویا اس طرح ہر فردِ بشر کا اردو زبان سے گہرا تعلق ورشتہ ہوتا ہے، جو تھوڑی محنت کرتا ہے وہ اس میں نکھار لاتا ہے اور جو توجہ نہیں دیتا وہ مادری زبان ہی پر اکتفا کرتا ہے، مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی مادری اور علاقائی زبان تو جھارکھنڈ ہی کی تھی، البتہ اردو زبان سے تعلق بچپن سے ہی تھا، جب پڑھنے کے قابل ہوئے اور آپ کو پڑھانے کے لیے بیٹھایا گیا تو اُس وقت آپ نے ’بغدادی قاعدہ اور نورانی قاعدہ‘ کے علاوہ ’اردو زبان کا قاعدہ‘ بھی پڑھا۔

اردو کے اساتذہ:

آپؒ کے اردو زبان کے اساتذہ میں اہم اور نمایاں نام مولانا حاجی لقمان صاحب جھارکھنڈ کا ہے، جن سے آپؒ نے ’اردو زبان کے قواعد‘ کے دو حصے تک پڑھے، آپؒ نے اپنے اِس محسن استاذ کا تذکرہ اپنی کتاب ’درخشاں ستارے‘ میں بڑی ہی عظمت

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی اردو نثر نگاری

عبدالرحمن قاسمی

اور محبت سے کیا ہے۔

اسلوبِ نگارش:

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی اردو نثر نگاری دلچسپ ہوتی تھی، جس میں روانی، شائستگی، شگفتگی اور شیفتگی نمایاں ہوتی تھیں، سلاست بیانی قابلِ رشک ہوتی، آپ سلیس، سادہ اور عام فہم لکھتے مگر با معنی لکھتے، آپ کی تحریر کی چاشنی اور اسلوب کی دلکشی اس اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے، آپؒ اپنے استاذ 'قاری محمد ایوب مظاہریؒ' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''کتابی صلاحیت بھر پور، مگر ہمیشہ مطالعہ کرتے رہنا اُن کا معمول، عربی مرجع کا مطالعہ، اخذ و استفادہ اپنی جدو جہد سے، تدریس کا انداز پر تاثیر، تفہیم کا طریقہ لائق تحسین، دورانِ درس نہایت مشفق، خوبصورت تبسم اُن کے چہرے کی زینت، لیکن اوقاتِ درس کے بعد لہجہ کرخت، طلبہ کی نگرانی اور تربیت میں رعایت کی کوئی گنجائش نہیں، طلبہ میں اُن کے لیے بے حد عزت و احترام اور ہلکا سا خوف بھی۔ ابتدائی مدرّسین کی بے جا سختی اور مرعوب کن انداز یا روایتی چھڑی کا استعمال بالکل نہیں، چہرے اور لہجے کی سختی ہی طلبہ کو شرارتوں سے باز رکھنے کے لیے کافی۔ اگر کبھی زجر و توبیخ کے لیے مارنے کی ضرورت پڑی تو بائیں ہاتھ کا طمانچہ دن میں تارے دکھلانے والا'

میرے اساتذہ، میری درسگاہیں 'درخشاں ستارے' ص ۲۲۔ ۲۳ تالیف: مولانا محمد اسلام قاسمیؒ،

ناشر: مکتبہ النور دیو بند، سن اشاعت: ۲۰۱۹ء

دیو بند اور تاسیس دار العلوم دیو بند کے متعلق کچھ یوں رقم طراز ہیں:

''دیو بند ایک قصبہ ہے، جو مغربی یوپی کے ضلع سہارنپور کی ایک تحصیل ہے اور سلطنت مغلیہ کے زمانے سے اب تک اس کی یہی حیثیت برقرار ہے، یہ ہندوستان کے دارالحکومت دہلی سے بجانب شمال تقریباً ایک سو پچاس کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، موجودہ وقت میں اس کے شمال میں ریاست اترا کھنڈ ہے، یہاں شہنشاہ اکبر کے عہد کا ایک قلعہ بھی موجود تھا، دیو بند میں مسلمانوں کی آبادی کا پتہ ساتویں صدی ہجری سے چلتا ہے، یہاں پر کچھ مسجدیں اسلامی عہد حکومت کی تعمیر ہیں جو اب تک موجود ہیں، مسجد قلعہ سلطان سکندر لودھی (۸۹۳ھ۔ ۱۴۸۸ء) مسجد خانقاہ اکبر کے عہد کی، مسجد ابوالمعالی اورنگزیبؒ کے عہد کی یادگار ہیں''

دار العلوم دیو بند اور حکیم الاسلامؒ، تصنیف: مولانا محمد اسلام قاسمیؒ ص ۳۶، ناشر مکتبہ النور دیو بند، سن اشاعت اکتوبر ۲۰۱۹ء

یہ دونوں اقتباس مولانا مرحومؒ کی بہترین نثر نگاری کی پتہ دیتی ہیں۔

اہم موضوعات

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ ہر موضوع پر لکھتے تھے، اُن کے نزدیک سارے ہی موضوعات اہم تھے، البتہ 'شخصیات' پر آپ کے گہر بار قلم نے خوب خامہ فرسائی کی ہے۔

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی اردو نثر نگاری

عبدالرحمن قاسمی

اردو تصنیفات

یہ آپ کے قلم کی روانی اور لکھنے پڑھنے کا شغف، اردو زبان و ادب سے دلچسپی کی دلیل ہے کہ آپؒ نے دنیا سے جاتے جاتے اردو زبان میں کئی ایک کتابیں اپنے قارئین کے لیے تحفہ دے کر چلے گئے، اللہ پاک اُن کتابوں کو آپ کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ کچھ اہم تصانیف کے نام یہ ہیں:

۱۔ مقالات حکیم الاسلام
۲۔ دارالعلوم دیوبند اور حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ
۳۔ درخشاں ستارے
۴۔ دارالعلوم دیوبند اور خانوادۂ قاسمی
۵۔ خلیجی بحران اور صدام حسین
۶۔ ضمیمہ المنجد عربی اردو
۷۔ زکوۃ و صدقات

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی نثر نگاری اور اہلِ قلم کے تاثرات

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی دیگر خدمات، کارنامے اور خصوصیات و امتیازات کو جہاں اہل علم و فضل نے سراہا اور قبول کیا ہے، وہیں آپ کی اردو نثر نگاری پر بھی اپنے گراں قدر تاثرات کا اظہار کیا ہے، جس سے آپؒ کی نثر نگاری علماء، ادباء اور مصنفین کی نظر میں واہوتی ہے۔ مولانا محمد شکیب قاسمی، ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی و نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند اُن کی اردو تحریروں کی چاشنی کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''مولاناؒ (محمد اسلامؒ قاسمی) کی تحریریں چاہے وہ عربی زبان میں ہوں یا اردو میں علم و ادب کی عظیم شاہکار ہیں، جس میں جذبات و خیالات کی بھرپور ترجمانی کے ساتھ اسلوب و بیان کی چاشنی بھی نمایاں محسوس کی جاسکتی ہے، ماہنامہ 'ندائے دارالعلوم وقف دیوبند' کے اوراق ان پر کشش تحریروں کی گواہ ہیں، جس کے لیے وہ اہتمام سے مضامین لکھتے تھے''

خصوصی شمارہ 'سرگزشت اسلام' ماہ ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ ماہنامہ 'ندائے دارالعلوم وقف دیوبند' ص ۱۴ جلد نمبر ۱۴، شمارہ نمبر ۱۲۔

مولانا نایاب حسن قاسمی آپ کی تحریروں کی شعاع بیزی کے متعلق اپنی کتاب دارالعلوم کا صحافتی منظرنامہ ص ۲۵۸ پر رقم طراز ہیں:

> ''مولانا محمد اسلام قاسمی چوں کہ گہرا علم، متوازن فکر اور بیدار شعور رکھتے ہیں، اس لئے ان کی تحریروں میں معلومات کا وفور، افکار و خیالات میں حد درجہ سنجیدگی و توازن اور حالات و مسائل حاضرہ کا بھرپور تجزیہ پایا جاتا ہے، اور قلم سے طویل رفاقت

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی اردو نثر نگاری

عبدالرحمن قاسمی

رکھنے کی بنا پر الفاظ کا زیاں بھی ان کے یہاں سرے سے دیکھنے کو نہیں ملتا، وہ جچے تلے الفاظ میں جچی تلی رائے پیش کرنے کے عادی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کا قلم الفاظ کی بھول بھلیوں اور تعبیرات کی جنگل بندیوں میں قاری کو غلطاں و پیچاں نہیں کرتا، بلکہ ضرورت کے بہ قدر الفاظ اور برمحل ومناسب تعبیرات کے ذریعے اس کے ذہن و دماغ کی آسودگی اور قلب وروح کی آب یاری کا سامان بہم پہونچاتا ہے۔ مولانا محمد اسلام قاسمی چوں کہ عربی کے ساتھ اردو ادبیات پر گہری نگاہ رکھتے ہیں، اس لئے ان کی تحریریں سلاست و پُرکاری کا بھی عمدہ نمونہ پیش کرتی ہیں اور انھیں پڑھتے ہوئے قاری کسی قسم کے اٹکاؤ الجھاؤ اور پیچیدگی کا قطعاً شکار نہیں ہوتا''

اسی طرح مفتی امانت علی قاسمی، استاذ و مفتی دارالعلوم وقف دیوبند آپ کی نثر نگاری کے بارے میں کچھ اس طرح اظہارِ خیال کرتے ہیں:

''اردو ادب میں بھی آپ کا مقام کافی بلند تھا، زبان شستہ، شائستہ اور سہل ہوتی تھی، پڑھنے والا بلا تکلف پڑھتا اور عش عش کرتا جاتا ہے، آپ کی تحریریں اردو ادب کا شاہکار ہیں، جس میں فکر ونظر کی پختگی، زبان وبیان کی روانی، اسلوب وتعبیر کی برجستگی جذبات کی ترجمانی، ادب کی چاشنی، سب کچھ ہے اس میں خیالات کا بہاؤ بھی ہے اور لب ولہجہ کا رکھ رکھاؤ بھی۔ تاریخی تسلسل بھی ہے اور واقعات سے سبق وعبرت بھی''

خصوصی شمارہ 'سرگزشت اسلام' ماہ ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ ماہنامہ 'ندائے دارالعلوم وقف دیوبند' ص ۷۳ جلد نمبر ۱۴، شمارہ نمبر ۱۲۔

الغرض یہ کہ مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی اردو تحریریں بھی نہایت جامع ہوتی تھیں، اُن کا قلم بہت مضبوط تھا، وہ قرطاس وقلم کے عظیم شہسوار تھے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی خوش خطی

محمد مسیح اللہ دورۂ حدیث

نظامِ شمسی میں گردش پذیر شخصیات میں نہ جانے کیسی کیسی شخصیتیں روپوش ہوگئیں، اور ہمیں یوں ہی روتا بلکتا چھوڑ گئیں، اُن میں ایک نمایاں نام دارالعلوم وقف دیوبند کے مقبول استاذِ حدیث اور ادیب مولانا محمد اسلام قاسمیؒ ہے۔ حضرتؒ بہت سی خصوصیات و امتیازات کے مالک تھے، وہ قیام دارالعلوم وقف دیوبند سے مقبول مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے آرہے ہیں، صاف ستھری زبان، شستہ اردو، ٹھہر ٹھہر کر بات کرنا، سلیس اور آسان انداز بیان غرض اُن کے پڑھنے پڑھانے اور تربیت کا انداز نرالا تھا، جہاں وہ ایک باکمال مدرس، مقرر اور مصنف تھے وہیں وہ ایک اچھے منتظم بھی تھے، تاریخ و داب پر اُن کی مہارت ایشاء بھر کے علمی حلقوں میں مسلم تھی، اسی پر بس نہیں بلکہ آپؒ کو خط و کتابت پر بھی مکمل دسترس تھی، حضرت نے اپنے خط و کتابت کے ذریعہ بھی بیشتر کارنامے انجام دیے، مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کو خط و کتابت سے دلچسپی بچپن سے رہی ہے، جس کی بنا پر وہ زمانۂ طالبِ علمیسے خارج اوقات میں خوش خطی کے مشق کے لیے شعبۂ کتابت سے منسلک رہے اور تکمیل ادب سے فراغت کے بعد باضابطہ شعبۂ خط و کتابت میں داخلہ لیا، ابھی کچھ ہی دن ہوئے تھے کہ آپؒ کی احاطۂ دارالعلوم میں بہترین خوشخط کے نام سے شہرت ہوگئی۔

ایک مرتبہ ادیبِ دوراں حضرت مولانا وحید الزماں کیرانویؒ نے آپؒ کو بُلایا اور اپنی کچھ تحریریں دیکھائی اور کہا میں اب تھک چکا ہوں، کتابت بہ مشکل ہورہی ہے پھر انھوں نے 'دعوۃ الحق' کی ذمہ داری آپؒ (مولانا محمد اسلام قاسمیؒ) کو سونپ دی، آپؒ نے بعض شماروں کی کتابت کی اور دلجمعی کے ساتھ کی۔ آپؒ اپنی کتاب 'درخشاں ستارے' میں لکھتے ہیں:

'یہ وہ وقت تھا جب دیوبند اور اطرافِ دیوبند میں ٹائپ کے پریس موجود نہیں تھے'

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ نے اجلاس صد سالے کے موقع پر اپنے خوش خطی کا جوہر دیکھایا، بینروں، دارالعلوم دیوبند کی طرف سے شائع ہونے والے کتابچوں پر اپنے خوش خط اور خوش کن تحریروں کے ذریعہ مظاہرہ کیا، اسی دارالعلوم وقف کی قدیم سندیں آپؒ کی ہی کتابت کردہ ہیں۔

۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۲ء تک دارالعلوم کے عربی رسالہ 'الداعی' سے وابستہ رہے اور آپؒ کا تقرر مولانا وحید الزماں کیرانویؒ کے معاون کے طور پر ہوا اور رسالہ کے نائب مدیر بن گئے۔ 'الداعی' میں عربی مقالات کے ساتھ 'اردو رسائل میں آپؒ کی تحریریں شائع ہوتی رہی، ندائے دارالعلوم وقف کے ابتدائی دس سال تک رکن مجلس ادارت رہے۔

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ اپنی کتاب 'درخشاں ستارے' میں لکھتے ہیں:

''الحمد اللہ راقم الحروف اپنے تینوں اساتذہ (حضرت مولانا اشتیاق احمد، حضرت مولانا شکور احمدؒ اور حضرت مولانا وحید الزماں کیرانویؒ) کی دعاؤں اور ہدایتوں کی بدولت عرصۂ دراز تک درجنوں کتابوں اور سیکڑوں عربی اردو کے ٹائٹل اور سندوں کی کتابت و تزئین کی''

غرض یہ کہ آپؒ کی کتابت جاذب نظر، دلکش اور دلرُبا ہوا کرتی تھی، آپؒ کی زندگی کے اہم گوشوں اور خصوصیات و امتیازات میں سے ایک 'خوش خط' ہونا بھی ہے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

مولانا محمد اسلام صاحب قاسمیؒ بہ حیثیت ادیب

توفیق الرحمن

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ　　　وہ ہی سو گیا داستاں کہتے کہتے

اس لا فانی جہاں میں بہت سارے اصحابِ فکر و نظر، علم و عمل کے پیکر، اخلاص وللّٰہیت سے معمور شخصیات وجود پذیر ہوئیں، جنہوں نے بتوفیقِ الٰہی اپنے علم و عمل، فکر و نظر، اخلاص و وفا، ایثار و قربانی اور زہد و تقویٰ سے اس عالمِ ہستی کو روشن کیا۔ ان عظیم ہستیوں میں ایک نام مولانا محمد اسلام صاحب قاسمیؒ کا ہے جو اردو اور عربی کے ادب کے بے تاج بادشاہ تھے۔ آپؒ ۱۶ فروری ۱۹۵۷ کو دمکا نامی ضلع میں پیدا ہوئے، مختلف دانش گاہوں سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، دار العلوم دیوبند سے ۱۹۷۱ء میں سند فضیلت کی، اور ۱۹۷۵ء میں تکمیلات سے فراغت ہوئی اور اس دورانیہ میں برگزیدہ شخصیات سے اکتساب فیض کیا۔

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ جہاں ایک طرف ممتاز عالم دین، بے باک خطیب اور عظیم محدث ہیں تو وہیں دوسری طرف ایک منجھے ہوئے مدرس، بہترین مربی اور مقبول قلم کار بھی ہیں۔ مولانا کو عربی زبان وادب سے حقیقی مناسبت تھی، ان کا ادب سے حد درجے کا شغف اور زبان سے اس درجے کا لگاؤ دیگر چیزوں سے انھیں ممتاز اور فائق کر دیتی ہے اور صحیح معنوں میں یہی ان کا طرۂ امتیاز ہے۔

مفتی نوشاد نوری قاسمی نے ماہنامہ ندائے دار العلوم وقف میں مولانا کی علمی قابلیت کا تذکرہ بڑے خوب صورت انداز میں کیا ہے لکھتے ہیں:

> ''مولانا مرحوم کو عربی سے حقیقی مناسبت تھی اور اپنے استاذ علامہ کیرانوی رح سے حد درجہ عقیدت اور تعلق، تکمیل عربی ادب کے بعد مولانا مرحوم نے شعبہ خطاطی میں داخلہ لیا، حضرت کیرانوی نے مولانا کو ایک دن بلایا اور فرمایا کہ اب میں تھک چکا ہوں، اس لیے کتابت کی ذمہ داری اب تم سنبھالو، اس کے بعد مولانا مرحوم کا دار العلوم دیوبند میں دار العلوم کے عربی مجلہ: دعوۃ الحق'' میں معاون کی حیثیت سے تقرر ہو گیا، یہ مولانا مرحوم پر حضرت کیرانوی کے حد درجہ اعتماد اور تعلق کی بات ہے، مجلہ دعوۃ الحق کو، مولانا جہاں اپنی خوش خطی سے مزین کرتے وہیں اپنی قیمتی علمی اور ادبی نگارشات سے اس کے حسن کو دوبالا کرتے۔ دار العلوم وقف دیوبند میں شروع دن سے عربی زبان وادب کا شعبہ قائم رہا، وہ اس مرکزی جامعہ میں عربی کے علم بردار رہے، دو سال تک مجلہ 'الثقافۃ'' نکالا اور ایک لمبے عرصے تک دار العلوم وقف دیوبند کے شعبہ عربی کے صدر رہے اور آخر وقت تک عربی ادب کی کتابیں ان سے متعلق رہیں، عربی زبان وادب کی تاریخ پر بھی ان کی نظر کافی گہری تھی، احمد حسن زیات کی کتاب ''تاریخ الادب العربی'' اور معاصر عربی صحافت ونثر جدید طویل عرصے تک ان کے زیر تدریس رہی، شروع سال میں طلبہ جب ''تاریخ الادب العربی'' کے اسلوب کی دشواری کا شکوہ کرتے تو مولانا ابتدا میں زبانی طور پر عربی ادب کی تاریخ پر روشنی ڈالتے اور انہیں فن سے مانوس کرتے، جب وہ کسی درجہ میں کتاب کے موضوع اور فن کی بنیادی باتوں سے مانوس ہو جاتے تو کتاب پڑھاتے، اندازہ ہوتا ہے کہ عربی ادب کی تاریخ پڑھانے کا یہ انداز مناسب تھا''

مولانا مرحوم مغفور صحافتی میدان کے شہسوار تھے، عربی و اردو میں ان کی مستقل تصانیف ہیں، ان کی تحریروں میں اہم مواد، شستہ تعبیرات، شگفتہ اسلوب اور جچے تلے الفاظ ہوا کرتے تھے۔ وہ مثبت اور تعمیری تحریروں کو زیر قلم لاتے تھے اور شخصیات پر ان کی نگارشات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ادبی دنیا کے بے تاج بادشاہ اور سلجھے ہوئے قلم کار تھے، بقول شورش کاشمیری

صفحہ کاغذ پر جب موتی لٹاتا ہے قلم　　　ندرت افکار کے جوہر دکھاتا ہے قلم

آخر میں دست بدعا ہوں رب رحمن ورحیم مرحوم کی مغفرت فرمائے، اعلیٰ علیین میں مقام کریم عطاء فرمائے اور ان کی خوبیوں کا ہمیں وارث بنائے۔

حضرت مولانا اسلام قاسمیؒ بہ حیثیت خطیب

عبدالرشید عربی ششم

انسان کے مافی الضمیر ادا کرنے کے لیے، اپنے احساسات وجذبات کے اظہار کے لیے اور سچی وصحیح بات دوسروں تک پہنچانے کے لیے سب سے اہم ،موٴثر کن اور آسان چیز انسان کی زبان ہے، انسان اپنی زبان کا استعمال کر کے اچھا سے اچھا خطیب اور مقرر بنتا ہے اور اپنی خطابت کے ذریعہ صحیح باتیں دوسروں تک پہنچاتا ہے، خطابت نعمت خداوندی اور اپنے افکار کے اظہار کا مضبوط وسیلہ ہے، شیخ سعدیؒ نے خوب کہا ہے:

تا مرد نہ سخن گفتہ باشد
عین وہنرش نہفتہ باشد

کہ انسان جب تک منھ نہ کھولے، اُس کے عیب وہنر چھپے ہوتے ہیں، ایک آدمی کو کسی کے ہنرمندی اور صلاحیت کا پتہ اُس کے کلام اور طرزِ تکلم سے ہوتا ہے، اس لیے خطابت کی ہر دور میں اہمیت رہی ہے، مولانا محمد اسلام قاسمیؒ جہاں محدث، مفسر، مفتی اور محرر تھے، وہیں آپ بے مثال مقرر بھی تھے، اللہ نے آپؒ کو خطابت کی صلاحیت سے بھی مالا مال کیا تھا، بحمد اللہ آپؒ نے خدا کی عطا کردہ صلاحیت کی قدردانی کی ،اس میں رنگ بھرنے کے لیے اپنی صلاحیت کو اس میدان میں لگایا، جہاں اس کی بروقت ضرورت تھی اور اس حاصل شدہ فن پر زنگ نہیں لگنے دیا۔

مولانا مرحوم فنِ خطابت کے شہسوار اور وعظ ونصیحت کے بے مثال بادشاہ تھے، اُن کی خطابت چیخ وپکار اور تصنع وتکلف کے عیب سے پاک تھی، اُن کی گفتگو میں زورِ بیان الفاظ کی فراوانی، جملوں کی چستی پھرتی، افکار کی رنگارنگی، کلام میں ربط وانضباط موضوع پر ارتکاز نفسیات کی رعایت اور اشارات کا اہتمام شامل تھا، اُن کی خطابت میں فصاحت وبلاغت طلاقتِ لسانی ہدایت و لطافت اور متاثر کن اسلوب اُن کا خصوصی امتیاز جوش وخروش ہمہ وقت اُن کا رفیق تقریر ایسا ملکہ کو مجمع کو جس نہج پر لے جانا چاہے لے جائے، مفروضہ خیال کو بھی اپنی قوت گویائی اور اندازِ خطابت سے حقیقت بنا دینے کا سحر اور حقیقت کو دل ودماغ میں پیوست کر دینے کا ہنر، مجمع کو اپنی خطابت سے اپنی گرفت میں لینے کی قوت، یہ سب اوصاف اُن کی تقریروں کا حصہ ہے۔

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ اور خانوادہ ٔقاسمی

محمد غفران دورۂ حدیث شریف

حضرت مولانا محمد اسلام قاسمیؒ دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مادرِ علمی میں ہی بہ حیثیت معاون ایڈیٹر منتخب ہوئے، زمانہ ٔطالب علمی سے آپ حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ کے مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے، اور اُن کے علمی، فکری اور دعوتی پیغام سے مستفید ہوتے تھے، دھیرے دھیرے آپؒ کو اس خانوادہ سے اُس کے بزرگوں سے عقیدت مندانہ تعلق ہو گیا تھا، اب علمی استفادہ میں بہت آسانی ہوگئی اور آپ حضرت حکیم الاسلامؒ اور حضرت خطیب الاسلامؒ کے معتمدین میں شمار ہونے لگا، خانودہ ٔقاسمی اور دارالعلوم دیوبند کی نسیم جاں فزا اُن کی رگ رگ میں سما گئی تھی، حضرت مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی آخری تصنیف 'دارالعلوم دیوبند اور خانوادقاسمی' سے گہرے تعلق ورشتہ کی بین دلیل ہے، اور آپ کے جذبہ ٔجاں نثاری اور فداکاری کا ترجمان ہے۔ جس میں آپؒ کے بالخصوص حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ اور خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمیؒ کے تئیں محبت کی خوشبو محسوس کی جاسکتی ہے، دارالعلوم دیوبند کے قضیہ نامرضیہ کے بعد آپ حضرت قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ کی معیت میں دارالعلوم وقف دیوبند آ گئے اور تاعمر یہاں خدمت انجام دیتے رہے۔

شروع کے دنوں میں دارالعلوم وقف دیوبند کے انتظامی امور میں پیش پیش رہے، اور بہت ہی دانشمندانہ مشوروں سے نوازتے رہے، اور حتی المقدور اپنی کوششوں سے دارالعلوم وقف دیوبند کی ترجمانی کرتے رہے، دارالعلوم وقف دیوبند کے استاذ حدیث مولانا سکندر اعظم قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

> ''حضرت مولاناؒ کے بارے میں یہ بات کم لوگ جانتے ہیں کہ وہ جتنے اچھے مدرس تھے، اتنے ہی اچھے منتظم بھی تھے، دارالعلوم وقف دیوبند میں سال کے آخر میں جو جلسہ انعامیہ منعقد ہوتا ہے، اُس کی نظامت برسہا برس ان ہی سے متعلق رہی، جلسہ انعامیہ کے موقع پر ان کا مفصل خطاب ہوتا تھا، وہ اپنے خطاب میں دارالعلوم وقف کے قیام واستحکام کے پس منظر و پیش منظر پر تفصیل سے گفتگو کرتے تھے اور طلبہ کو اُن کے روشن مستقبل کے لیے راہِ نما ہدایات سے نوازتے، جب تک اُن کی صحت بحال رہی تب تک انہوں نے بہ حسن وخوبی یہ اہم ذمہ داری سرانجام دی، خانوادۂ قاسمی اور دارالعلوم وقف دیوبند سے اُن کا رشتہ بڑا گہرا اور مضبوط تھا اور اس موضوع پر انہوں نے باقاعدہ کتاب بھی لکھی ہے''

خصوصی شمارہ 'سرگزشت اسلام' ماہ ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ ماہنامہ 'ندائے دارالعلوم وقف دیوبند' ص ۲۲ جلد نمبر ۱۴، شمارہ نمبر ۱۲

اسی طرح استاذ محترم مولانا محمد شکیب صاحب قاسمیؒ نے آپ کے خانوادہ ٔقاسمی اور دارالعلوم وقف کے تعلق سے رقم طراز ہیں:

> ''حضرت خطیب الاسلامؒ کی ایماء اور اُن کے راہ نما خطوط پر جب دارالعلوم وقف دیوبند میں جوان سال، فعال ومتحرک، استاذ محترم حضرت مولانا محمد شکیب صاحب قاسمی، نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند کی کوششوں سے 'شعبہ بحث وتحقیق حجۃ الاسلام اکیڈمی' کا قیام عمل میں آیا تو مولانا محمد اسلام قاسمیؒ نے بڑے کھلے دل سے صرف اس فیصلے کا استقبال ہی نہیں کیا، بلکہ اکیڈمی کے استحکام اور بالخصوص ششماہی مجلہ 'وحدۃ الامۃ' کے اجراء کے باب میں اپنی مفید آراء اور تجاویز بھی پیش فرمائے، جو مشعل راہ ثابت ہوئیں، جب ماہنامہ '' ندائے دارالعلوم وقف دیوبند'' کی ناگزیر اصلاحات اور اقدامات کے ساتھ ہر ماہ پابندی کے ساتھ اشاعت ہونے لگی، اُس کے ادارتی امور اکیڈی کے زیر عمل انجام پانے لگے تو مولانا انتہائی دلچسپی کے ساتھ اُس کے ایک ایک جز پر نظر رکھتے اور متنوع ومفید مضامین کو ماہنامہ کا حصہ بنانے پر خوشی کا اظہار کرتے''

خصوصی شمارہ 'سرگزشت اسلام' ماہ ذی الحجہ ۱۴۴۴ھ ماہنامہ 'ندائے دارالعلوم وقف دیوبند' ص ۲۲ جلد نمبر ۱۴، شمارہ نمبر ۱۲۔

اللہ تعالی حضرت مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی بال بال مغفرت فرمائے اور اُن کی خدمات کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

مولانا محمد اسلام صاحب قاسمیؒ: عجب لہجہ تھا جس کی گفتگو کا

عبدالرحمن قاسمی

اس کی آواز میں تھے سارے خدوخال اس کے وہ چہکتا تھا تو ہنستے تھے پر وبال اس کے (وزیر آغا) حضرت الاستاذ مولانا اسلام صاحب قاسمی نور اللہ مرقدہ کو اللہ تعالی نے بے پناہ علمی، ادبی، فکری، تخلیقی اور تنظیمی صلاحیتوں سے نوازا تھا، آپ بیک وقت ادیب، مصنف، معلم، مدرس اور محدث تھے، دیوبند میں آپ کا علمی شہرہ تھا، قیام دارالعلوم وقف سے قبل جب آپ دارالعلوم دیوبند میں عربی ماہنامہ 'الداعی' کے بحیثیت معاون کام کرتے رہے، اپنی صلاحیتوں، قابلیتوں، ہنرمندیوں اور عمدہ کارکردگی سے اپنے اساتذہ، اکابر علماء اور مشاہیر کی دعائیں سمیٹتے رہے، جب قضیہ نامرضیہ پیش آیا تو آپ نے حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت اختیار کی، اور دارالعلوم وقف کے اساسی اور اولیں اساتذہ کی صف میں شامل ہوگئے اور تاحین حیات اس چمن کو سنوارتے، سجاتے اور بلندیوں کے مقام پر پہنچاتے رہے، آپ موجود اساتذہ میں سے کئی اساتذہ کے بالواسطہ اور بیشتر کا بلاواسطہ استاذ تھے، یعنی کہ آپ استاذ الاساتذہ تھے، استاذ محترم دارالعلوم دیوبند میں چھ سال الداعی سے وابستہ رہے، اس کے بعد دارالعلوم وقف دیوبند میں بحیثیت استاذ تقرری ہوئی، آپ سے عربی درجات کی تمام کتابیں متعلق رہیں، راقم نے آپ کو عربی ہفتم میں مشکوۃ شریف، دورہ شریف میں مسلم شریف، عربی ادب میں اسالیب الانشاء اور حجۃ الاسلام اکیڈمی میں حجۃ اللہ البالغہ کا درس دیتے ہوئے دیکھا ہے، بحمد اللہ آپ سے مسلم شریف پڑھنے کا شرف حاصل ہے۔

آپ کی خصوصیات و امتیازات اور اوصاف و کمالات میں سے ایک اہم وصف شگفتہ بیانی ہے، آپ خوش کلام، خوش گفتار، خوش کردار اور خوش رو واقع ہوئے تھے، جب کسی سے ہم کلام ہوتے تو خوش کلامی دیدنی ہوتی تھی، ۲۰۱۷ء میں راقم کا دارالعلوم وقف دیوبند کے درجۂ عربی پنجم میں داخلہ ہوا تھا، راقم جدید طالب علم تھا، اس وقت کسی استاذ سے کوئی شناسائی نہیں تھی، تعلق و ربط بھی نہیں تھا، علمی معلومات کے لیے بھی قدم بڑے ہی پھونک پھونک کر اور سوچ سمجھ کر رکھنا پڑتا تھا، حجاب نہیں تھی، مگر حجاب سا لگتا تھا، ایک مرتبہ دوپہر کو گھنٹہ ختم ہونے کے بعد میں درسگاہ سے نکلا، دیکھتا ہوں کہ استاذ محترم مولانا محمد اسلام قاسمی رحمہ اللہ باب انور شاہ کی طرف رواں دواں ہیں، اور وہ گیٹ سے باہر نکل کر ای رکشہ والے کا انتظار کر رہے ہیں، دھوپ تھی، دوپہر کا وقت تھا، ابھی درسگاہوں سے پڑھا کر نکلے تھے، تھکان تھی، اور حسب عادت دہن میں پان، میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا، انہوں نے خیر خیریت معلوم کی، میں نے جواب دیا اور پھر پوچھا، عربی میں سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کون سی کتاب مطالعہ کرنی چاہیے؟ انہوں نے جواباً کہا: مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ کی 'الرحیق المختوم' اور 'سیرت ابن ہشام' وغیرہ مطالعہ کریں، پہلی مرتبہ علم و عمل کے کوہ ہمالیہ سے کھڑے کھڑے مختصر گفتگو ہوئی، اور ان کی خوش کلامی نے مجھے بے حد متاثر کیا آپ کی مجلس خالص علمی کرتی تھی، لیکن اپنی مجلس میں کچھ ایسے واقعات سناتے، قصے پیش کرتے، یا کوئی نکتہ بیان کرتے کہ محفل قہقہ زار ہوجاتی، اور ایک خوشنما سماں مجلس کی رونق میں اضافہ کرتی تھی۔ ۲۰۱۸ء میں طلبہ ضلع چمپارن کے اختتامی پروگرام میں آپؒ نے بہ حیثیت مہمان خصوصی شرکت کی، بحمد اللہ ہم طلبہ چمپارن نے توقع سے زیادہ عمدہ اختتامی پروگرام پیش کیا، اخیر میں انجمن کے نگراں حضرت مفتی محمد سجاد حسین قاسمی مدظلہ العالی، استاذ دارالعلوم وقف دیوبند کا صدارتی خطاب ہوا، جس میں انہوں نے طلبہ کو زبان و بیان پر قدرت کے لیے کچھ اصول و رہنما ہدایات دیے، ایک اچھا قلم کار اور ایک اچھا خطیب بننے کے طریقے بتلائے،

(2)

مولانا محمد اسلام صاحب قاسمیؒ: عجب لہجہ تھا جس کی گفتگو کا

عبدالرحمن قاسمی

کتابوں کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی، کچھ ممتاز مصنفین، ادیبوں اور خطیبوں کے نام شمار کرائے، حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ کا اسم گرامی سہواً آپ سے چھوٹ گیا تھا، جب استاذِ محترم حضرت مفتی محمد سجاد حسین قاسمی کا خطاب مکمل ہوا تو مولانا محمد اسلام صاحب قاسمیؒ نے اپنے مخصوص لب ولہجہ میں مفتی محمد سجاد حسین قاسمی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، مفتی سجاد صاحب! آپ نے ایک اچھے خطیب کے لیے جن خطباء کے نام شمار کرائے ہیں اور جن کی کتابیں پڑھنے کی ترغیب دی ہیں، سب ٹھیک ہے، مگر حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ کے ذکر کے بغیر ناقص ہے، میں سمجھتا ہوں کہ قاری محمد طیب صاحبؒ کی صرف 'خطباتِ حکیم الاسلام' ہی ایک اچھے مقرر بننے کے لیے کافی ہے اور مزید کہا مولانا سجاد صاحب! یہ تمام ہدایات و اصول ابتداء سال میں بتانے کی چیزیں ہیں جس سے طلبہ عزیز کو خاطر خواہ فائدہ ہو۔ اس کے بعد مجلس میں بیٹھے اساتذۂ کرام مولانا و قاری محمد واصف عثمانی، مولانا جمشید عادل، مولانا اسجد عقابی، مفتی سجاد حسین قاسمی مدظلہم العالی وغیرہ مسکرائے اور آپ کی خوش کلامی سے خوب محظوظ ہوئے۔

گذشتہ سال ۲۶ ستمبر ۲۰۲۲ء منگل کے دن جب مولانا انیس الرحمن صاحب قاسمی، سابق ناظم امارت شرعیہ بہار، جھارکھنڈ و اڈیشہ دیوبند تشریف لائے تھے، مجھ سے اُنہوں نے حضرت الاستاذ مولانا محمد اسلام صاحب قاسمیؒ کی عیادت و مزاج پُرسی کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ مغرب بعد ان شاء اللہ مولانا محمد اسلام صاحب قاسمیؒ سے ملنے چلیں گے، چناں چہ مولانا انیس الرحمن صاحب قاسمی، رفیق محترم مولانا احمد اللہ قاسمی، متعلم شعبۂ انگریزی (سال دوم) دارالعلوم دیوبند اور راقم السطور استاذِ محترم مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کے دولت کدے پر حاضر ہوئے، یہ مولانا محمد اسلام قاسمی صاحبؒ سے آخری ملاقات ثابت ہوئی، آپ مسلسل تین چار سالوں سے بیمار تھے، تین چار مرتبہ فالج کے حملے نے ایک مضبوط دل، قوی دماغ اور بہادر رونڈر شخص کو بسترِ مرگ پر لٹا دیا، لیکن اس حالت میں بھی آپ پُر امید تھے اور ہر روز مدرسہ آکر دارالحدیث میں 'فرمودات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم' کی تشریح و توضیح کی نیت کرتے اور دعاؤں کی درخواست کرتے تھے۔ یہ پہلی ایسی مجلس تھی جس میں استاذِ محترم کافی کمزوری و نقاہت اور جسمانی اعذار اور فالج اٹیک کی وجہ سے لیٹے لیٹے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مولانا انیس الرحمن قاسمی صاحب سے ہم کلام ہوئے، علمائے چمپارن، رفقائے چمپارن اور محبین چمپارن کا تذکرہ بڑے ہی مخلصانہ اور والہانہ انداز میں کیا، سرزمین چمپارن سے اپنی وابستگی، اُس کی زرخیزی اور کارکردگی کو انگلیوں میں شمار کرتے گئے، آپ نے اپنے جن احباب کا تذکرہ کیا، اُن کے زمانۂ طالب علمی کے القاب، تخلص، گاؤں کے نام، والد کے پیشے وغیرہ کا مکمل ذکر کرکے پوری شناخت کے ساتھ گفتگو کی، مجھے مرض وفات کی اس گھڑی میں یادداشت کی مضبوطی پر بے حد رشک آیا اور آپؒ کی سلامتی کے لیے دل سے دعائیں نکلیں، آپؒ نے مولانا انیس الرحمن صاحب قاسمی کے بیٹوں کی تعلیم، اہل خانہ کے احوال اور اُن کی زیر نگرانی چلنے والے اسکول و کالج کے نظام کی جانکاری کے بعد اطمینان کا اظہار کیا اور کہا: ''واہ بھئی واہ! میری نظر میں چمپارن کے محنتی اور پڑھنے والے تین لوگ ہیں، مولانا محفوظ الرحمن شاہین جمالیؒ (جو کرونا وائرس کے زمانہ میں اللہ کے پیارے ہو گئے) مفتی عطاء الرحمن قاسمی، شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی اور مولانا انیس الرحمن قاسمی'' دعا ہے کہ اللہ آپؒ کی بال بال مغفرت فرمائے اور آپ کی خدمات کو ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

دنیا میں ویسے تو بہت لوگ آباد ہیں، موت وزیست کا سلسلہ ہر روز جاری ہے، دنیا بھر لاکھوں کروڑوں لوگوں کی تعداد میں ہر روز وفات پا رہے ہیں، اور یہ دستورِ الٰہی کے تحت ہو رہا ہے، مگر اُن ہی میں سے کچھ ایسی چیدہ اور چنندہ شخصیات ہیں، جن کی وفات ایک عالم کا وفات تصور کیا جاتا ہے، جنہیں عالمِ دین کہا جاتا ہے، اُس میں بھی جب علمی، ادبی اور مذہبی شخصیت کا انتقال ہو جائے تو بے حد دکھ ہوتا ہے، اُن کی خوبیوں، کارناموں اور خصوصیات وامتیازات اور نمایاں خدمات پر نظر کی جاتی ہیں، اُن کی حیات کے اہم پہلوؤں اور گوشوں پر نظر ڈال کر اُن کی اچھی صفات اپنانے کی کوشش کی جاتی ہے، اُن کے بارے میں جانا جاتا ہے، اور گاہے بہ گاہے اُن کی یاد تازہ کی جاتی ہے، خراجِ عقیدت پیش کیا جاتا ہے، یہ سوانحی خاکہ بھی انہیں کوششوں کی ایک کڑی ہے!

نام: محمد اسلام قاسمی

والد کا نام: محمد صدیقؒ (صاحب)

ولادت: ۶ فروری ۱۹۵۴ء

بمقام: راجہ بھیٹا، ضلع جامتاڑا (دمکا) جھارکھنڈ

تعلیم:

۱۹۷۱ء دار العلوم دیوبند سے فضیلت مکمل (دورۂ حدیث سے فراغت)

۱۰۷۶ء ادیب کامل علی گڑھ

۱۹۸۹ء۔۱۹۹۰ء ایم اے (اردو) آگرہ یونیورسٹی

آپؒ کے اساتذہ:

حاجی مولانا لقمان صاحبؒ

حضرت مولانا عبد الحق اعظمیؒ

حضرت مولانا سالم صاحب قاسمیؒ

مولانا سید فخر الدین مرآدبادیؒ

حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ

حضرت مولانا شریف الحسن صاحب دیوبندیؒ

مولانا عبد الاحد صاحب دیوبندیؒ

حضرت علامہ حسین صاحب بہاریؒ

حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیریؒ
حضرت مولانا نصیر احمد خانؒ
حضرت مولانا وحید الزماں کیرانویؒ
حضرت مولانا احمد شکور دیوبندیؒ

آپؒ کے تلامذہ:

مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کے تلامذہ اور مستفیدین کی ایک لمبی فہرست ہے، کچھ کے اسماء یہ ہیں:
حضرت مولانا ڈاکٹر شکیب قاسمی، نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند
حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی، نائب امیر شریعت اڈیشہ، جھارکھنڈ و بہار
مولانا مفتی محمد عارف صاحب عثمانی، استاذ دارالعلوم وقف دیوبند
حضرت مولانا محمد سکندر اعظم صاحب قاسمی، استاذ دارالعلوم وقف دیوبند
نوجوان قلم کار مفتی عبدالرحمن قاسمی، مصنف 'سی اے اے، این آر سی اور تحریک شاہین باغ'

ملازمت:

۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۲ء تک دارالعلوم میں پندرہ روزہ الداعی میں معاون مدیر
۱۹۸۲ء سے تاحیات (۲۰۲۳ء) دارالعلوم وقف دیوبند کے استاذ حدیث وادب رہے۔

صحافتی مشاغل:

۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۴ء تک ''الثقافۃ'' عربی مجلہ کے مدیر رہے
ماہنامہ ''طیب'' کے مدیر رہے
پندرہ روزہ ''ندائے دارالعلوم وقف دیوبند سے دس سال وابستہ رہے۔

تصانیف:

دارالعلوم کی ایک صدی کا علمی سفرنامہ
مقالات حکیم الاسلام
خلیجی بحران اور صدام حسین

جدید عربی میں خط لکھئے (عربی واردو)
جمع الفضائل شرح اردو شمائل ترمذی
منہاج الابرار شرح اردو مشکوۃ الآثار
ضمیمہ المنجد عربی اردو
دارالعلوم دیوبند اور حکیم الاسلامؒ
میرے اساتذہ، میری درسگاہیں: درخشاں ستارے
رمضان المبارک فضائل ومسائل
زکوۃ وصدقات اہمیت وفوائد
دارالعلوم دیوبند اور خانوادۂ قاسمی
متعلقاتِ قرآن اور تفاسیر

تاریخ وفات:

۱۶ جون ۲۰۲۳ء

آخری آرام گاہ

قبرستان قاسمی

پسماندگان:

مولانا بدر الاسلام قاسمی، استاذ جامعہ امام انور شاہ کشمیریؒ
انجینئر قمر الاسلام صاحب
دو صاحبزادیاں اور اہلیہ محترمہ